مسئلہ امتناع نظیر کا تحقیقی جائزہ
تبکیت النجدی
سیف اللہ المسلول مولانا شاہ فضل رسول بدایونی
ترتیب وتقدیم
اُسید الحق قادری بدایونی

مسئلہ امتناع نظیر کا تحقیقی جائزہ

تبکیت النجدی

تصنیف
سیف اللہ المسلول مولانا شاہ فضل رسول بدایونی

ترتیب وتقدیم
اسید الحق قادری بدایونی

تاج الفحول اکیڈمی بدایوں شریف

سلسلۂ مطبوعات ۷۸

کتاب: تبکیت النجدی (فارسی)

تصنیف: مولانا شاہ فضل رسول قادری بدایونی

ترتیب و تقدیم: اسید الحق قادری بدایونی

طبع اول: جمادی الاخریٰ ۱۴۳۳ھ/مئی ۲۰۱۲ء
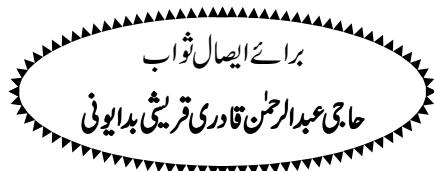
Publisher
TAJUL FUHOOL ACADEMY
(A Unit of Qadri Majeedi Trust)
Madrsa Alia Qadria, Maulvi Mohalla, Budaun-243601 (U.P.) India
Mob.: +91-9897503199, +91-9358563720
E-Mail: qadrimajeeditrust@gmail.com, Website: www.qadri.in.com

Distributor	*Distributor*
Maktaba Jam-e-Noor	**Khwaja Book Depot.**
422, Matia Mahal, Jama Masjid, Delhi-6	419/2,Matia Mahal
Phone : 011-23281418	Jama Masjid, Delhi-6
Mob. : 0091-9358563720	Mob. : 0091-9313086318

انتساب

مصنف کتاب کے معاصر، دوست اور قدر شناس

مجاہد انقلاب آزادی، استاذ مطلق

علامہ محمد فضل حق خیر آبادی

(ولادت: ۱۲۱۲ھ/ ۱۷۹۷ء۔ وفات: ۱۲۷۸ھ/ ۱۸۶۱ء)

کی خدمت میں

جن کے دفاع اور تائید میں یہ کتاب تصنیف کی گئی

عرض ناشر

تاج الفحول اکیڈمی خانقاہ عالیہ قادریہ بدایوں شریف کا ایک ذیلی ادارہ ہے، جو تاجدار اہل سنت حضرت شیخ عبدالحمید محمد سالم قادری (زیب سجادہ خانقاہ قادریہ بدایوں شریف) کی سرپرستی اور صاحبزادہ گرامی مولانا اسیدالحق قادری بدایونی (ولی عہد خانقاہ قادریہ، بدایوں) کی نگرانی اور قیادت میں عزم محکم اور عمل پیہم کے ساتھ تحقیق، تصنیف، ترجمہ اور نشر واشاعت کے میدان میں سرگرم سفر ہے، اکیڈمی کے زیر اہتمام اب تک عربی، اردو، ہندی، انگلش، گجراتی اور مراٹھی زبانوں میں تقریباً ۷۰ رکتابیں منظر عام پر آچکی ہیں اور نشر واشاعت کا یہ سلسلہ جاری ہے۔

تاج الفحول اکیڈمی کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس نے ہر حلقے اور ہر طبقے کی دلچسپی اور ضرورتوں کے پیش نظر اشاعتی خدمات انجام دی ہیں، خالص علمی اور تحقیقی کتب، ادبی اور شعری نگارشات، عام لوگوں کی تربیت واصلاح کے لیے آسان زبان میں رسائل، اکابر بدایوں کی سیرت وسوانح، باطل افکار ونظریات کے رد وابطال اور مسلک حق کے اثبات میں قدیم وجدید رسائل اور غیر مسلم برادران وطن کے لیے اسلام کے تعارف پر مشتمل سلجھا ہوا دعوتی اور تبلیغی لٹریچر غرض کہ اکیڈمی ان تمام میدانوں میں بیک وقت تحقیقی، تصنیفی اور اشاعتی خدمات انجام دے رہی ہے۔

ابتدا ہی سے تاج الفحول اکیڈمی کے منصوبے میں یہ بات بھی شامل تھی کہ خانوادۂ قادریہ بدایوں شریف اور خانوادۂ قادریہ سے وابستہ علما، مشائخ اور ادبا وشعرا کی قدیم ونایاب تصانیف کو جدید انداز میں منظر عام پر لایا جائے، اور ان عظیم شخصیات کے علوم ومعارف اور ان کی حیات وخدمات سے موجودہ نسل کو روشناس کروایا جائے، بفضلہٖ تعالیٰ اکیڈمی نے اس سمت میں بھی کامیاب کوششیں کی ہیں، زیر نظر کتاب بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

رب قدیر ومقتدر سے دعا ہے کہ اکیڈمی کی خدمات قبول فرمائے، ہمیں زیادہ سے زیادہ دینی خدمات کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اور ہمارے اشاعتی منصوبوں کی تکمیل میں آسانیاں پیدا فرمائے۔

محمد عبدالقیوم قادری
جنرل سیکریٹری تاج الفحول اکیڈمی

خادم خانقاہ قادریہ بدایوں

ابتدائیہ

سیف اللہ المسلول معین الحق مولانا شاہ فضل رسول بدایونی کی ذات گرامی محتاج تعارف نہیں ہے، آپ کی علمی ودینی خدمات ہماری تاریخ کا ایک روشن باب ہیں۔ بالخصوص فکری انحراف اور باطل عقائد ونظریات کے خلاف آپ کی مساعی جمیلہ ناقابل فراموش ہیں۔ یہ امت اسلامیہ ہند پر آپ کا عظیم احسان ہے کہ آپ نے فکری انحراف، اہانت انبیا واولیا اور آزادروی کے خلاف ایک منظّم تحریک چلائی، جس کے نتیجے میں حق وباطل میں امتیاز نمایاں ہوا۔

آپ کی ولادت ۱۲۱۳ھ/ ۱۷۹۸ء میں بدایوں کے مشہور قادری عثمانی گھرانے میں ہوئی، محترم دادا حضرت مولانا شاہ عبدالحمید قادری بدایونی کے زیر سایہ نشو ونما ہوئی، والد ماجد حضرت مولانا شاہ عین الحق عبدالمجید قادری بدایونی سے ابتدائی تعلیم حاصل کی، اعلیٰ تعلیم کے لیے فرنگی محل لکھنؤ تشریف لے گئے، وہاں حضرت ملا نورالحق فرنگی محلی کی درسگاہ میں معقول ومنقول کی اعلیٰ تعلیم حاصل کی، فرنگی محل سے فراغت کے بعد دھول پور میں حکیم ببر علی موہانی سے علم طب حاصل کیا۔ ابتدا میں کچھ عرصہ سرکاری ملازمت سے بھی وابستہ رہے۔

اپنے والد حضرت مولانا شاہ عین الحق عبدالمجید قادری بدایونی کے ہاتھ پر بیعت کی اور ریاضت ومجاہدے کی طرف متوجہ ہوئے، سلوک کی تکمیل کے بعد پیر ومرشد نے اجازت وخلافت سے سرفراز کیا۔

آپ نے اپنے آبائی مدرسے کو ''مدرسہ قادریہ'' کے نام سے منسوب کر کے درس وتدریس کا آغاز کیا، آپ کے درس کی شہرت دور دور تک پہنچی، سیکڑوں تشنگان علوم نے آپ سے استفادہ کیا۔ معاصر علما میں آپ کے مقام ومرتبے کا اندازہ اس بات سے کیا جاسکتا ہے کہ جب ۱۲۶۸ھ میں

مغل بادشاہ بہادر شاہ ظفر کو بعض اختلافی مسائل میں حکم شرعی معلوم کرنا ہوا تو اس کی نگاہ انتخاب آپ پر پڑی، جب کہ اس وقت خود دہلی اجلہ عُلما و مفتیانِ کرام سے معمور تھی۔

عربی، فارسی اور اردو تینوں زبانوں میں آپ نے تصانیف کا ایک قابل قدر ذخیرہ چھوڑا، آپ کی تصانیف کو علما و فضلا نے ہمیشہ قدر کی نگاہ سے دیکھا، ان پر تقاریظ لکھیں، ان کے حوالوں سے اپنی کتب کو مزین کیا، بعض کتب مدارس کے نصاب میں داخل کی گئیں اور آج بھی داخل ہیں۔

آپ کی وفات ۱۲۸۹ھ/۱۸۷۲ء میں ہوئی، درگاہ قادریہ بدایوں میں آخری آرام گاہ ہے۔ آپ کے بعد آپ کے صاحبزادے حضرت تاج الفحول مولانا عبدالقادر قادری بدایونی آپ کے جانشین ہوئے۔

آپ کی تصانیف میں ایک بڑا حصہ احقاق حق و ابطال باطل سے متعلق ہے، زیر نظر کتاب ''تبکیت النجدی'' بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

زیر نظر کتاب مولانا سید حیدر علی ٹونکی کے ایک رسالے کی تردید اور علامہ فضل حق خیرآبادی کے دفاع میں تصنیف کی گئی تھی۔ اس کتاب کی تصنیف کا پس منظر ہم اپنی کتاب ''خیرآبادیات'' میں تفصیل سے لکھ چکے ہیں، وہیں سے اختصار و تلخیص کے ساتھ چند ضروری امور بیان کیے جاتے ہیں۔

مسند الہند شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے پوتے اور سراج الہند شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے بھتیجے شاہ محمد اسماعیل دہلوی نے تیرہویں صدی کی چوتھی دہائی میں اپنے آبائی مسلک و منہاج سے انحراف کرتے ہوئے پہلے عربی میں رسالہ ''رد الاشراک'' اور پھر اردو میں ''تقویت الایمان'' تصنیف کی، تقویت الایمان کے بعض اندراجات نہ صرف یہ کہ جمہور امت کے متفقہ عقائد و نظریات کے خلاف تھے بلکہ اس کی بعض عبارتیں انبیا و اولیا کی شان اقدس میں استخفاف و اہانت پر بھی مشتمل تھیں، اسی قسم کی قابل اعتراض عبارتوں میں ایک عبارت یہ تھی کہ مسئلہ شفاعت کے ضمن میں اللہ کی قدرت عامہ کا ذکر کرتے ہوئے شاہ اسماعیل دہلوی نے یہ لکھ دیا کہ:

اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکم کن سے چاہے تو
کروڑوں نبی اور ولی اور جن اور فرشتے جبرئیل اور محمد ﷺ کے برابر پیدا
کرڈالے۔(تقویت الایمان:ص ۲۵)

اس پر سب سے پہلے علامہ فضل حق خیرآبادی نے توجہ فرمائی اور ایک مختصر تحریر ''تقریر اعتراضات بر تقویت الایمان'' سپرد قلم فرمائی، علامہ فضل حق خیرآبادی کا کہنا تھا کہ یہ عبارت حضور اکرم ﷺ کی استخفافِ شان پر مشتمل ہے، دراصل یہی ''مسئلہ امکان وامتناع نظیر'' کا نقطہ آغاز ہے۔

اس تحریر میں علامہ نے دعویٰ کیا کہ حضور اکرم ﷺ کی نظیر ومثل ممتنع بالذات ہے جو کہ تحت قدرت باری نہیں ہے، کیوں کہ امکان نظیر کا قول امکان کذب باری کے قول کومستلزم ہے، چونکہ کذب باری ممتنع بالذات ہے لہٰذا جو اس کو مستلزم ہے وہ بھی ممتنع بالذات ہے۔علامہ فرماتے ہیں:

یہ جمہور مسلمانوں کے متفقہ عقیدے کے خلاف ہے کیوں کہ حضرت محمد ﷺ کی مثال ممتنع الوجود ہے اور جس چیز کا وجود ممتنع اور محال ہو وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے تحت داخل نہیں ہے۔(ترجمہ از تقریر اعتراضات بر تقویت الایمان: خیرآبادیات:ص ۱۰۹،تاج الفحول اکیڈمی بدایوں،۲۰۱۱ء)

مزید فرماتے ہیں:

اگر نبی اکرم ﷺ کی مثل کوئی شخص ممکن ہو تو وہ لازماً نبی ہوگا کیوں کہ غیر نبی نبی کی مثل نہیں ہوسکتا، لیکن آپ کے مماثل نبی ممکن نہیں ہے کیوں کہ آپ خاتم الانبیا ہیں اور خاتمیت کا معنیٰ یہی ہے کہ آپ کی مثل کا وجود ممکن نہ ہو۔(مرجع سابق،نفس صفحہ)

علامہ نے اپنے موقف پر دوسری دلیل یہ دی ہے:

اگر خاتم الانبیا ﷺ کا مماثل ممکن ہو تو یقیناً اس کے واقع ہونے سے محال لازم نہیں آئے گا کیوں کہ ممکن کے واقع اور متحقق ہونے سے محال لازم نہیں آیا کرتا، جب کہ اس جگہ خاتم النبیین کے مماثل کے واقع ہونے سے آیۂ کریمہ(**ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و**

خاتم النبیین) کے منطوق کا کذب لازم آتا ہے، یہ آیت حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی مثل کے بالفعل موجود ہونے کے ممتنع ہونے پر صراحۃً دلالت کرتی ہے۔ وجودِ مثل کو ممکن ماننا اللہ تعالیٰ کے بارے میں جھوٹ کو جائز قرار دینا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ کا جھوٹ محال ہے کیوں کہ وہ نقص ہے اور نقص اللہ تعالیٰ کے بارے میں محال ہے۔(مرجع سابق:ص۱۱۰)

علامہ کی اس تحریر کے جواب میں شاہ اسماعیل دہلوی نے ''رسالہ یک روزی'' تصنیف کیا،اس میں انہوں نے نہ صرف یہ کہ حضور اکرم ﷺ کی نظیر کے ممکن بالذات ہونے پر زور دیا بلکہ امکان کذب باری کے بھی قائل ہو گئے،ان کا کہنا تھا کہ جمیع صفات کمالیہ میں حضور اکرم ﷺ کا مثل پیدا ہونا ممکن بالذات اور تحت قدرت ہے،مگر چونکہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں حضور اکرم ﷺ کو ''خاتم النبیین'' فرما چکا ہے،لہٰذا اس جہت سے حضور کی مثل ممتنع بالغیر ہوئی۔امکان کذب باری کو ثابت کرنے کے لیے انہوں نے ایک عجیب وغریب دلیل دی، لکھتے ہیں:

ان (علامہ فضل حق) کا قول کہ ''یہ محال ہے کیوں کہ یہ نقص ہے اور نقص اللہ کے لیے محال ہے''، مَیں کہتا ہوں کہ اگر اس محال سے مراد ممتنع لذاتہ ہے جو قدرت الٰہیہ کے تحت داخل ہی نہیں ہے تو ہم تسلیم نہیں کرتے کہ مذکورہ کذب اس معنی میں محال ہے، کیوں کہ ایک ایسا قضیہ بنانا جو واقع کے مطابق نہ ہو اور اس کو ملائکہ اور انبیا پر القا کرنا قدرت الٰہیہ سے خارج نہیں ہے، ورنہ لازم آئے گا کہ قدرت انسانی قدرت ربانی پر زائد ہو جائے، کیونکہ ایک ایسا قضیہ بنانا جو واقع کے مطابق نہ ہو اور اس کو مخاطبین پر پیش کرنا اکثر افرادانسانی کی قدرت میں ہے، ہاں مذکورہ کذب چونکہ اللہ کی حکمت کے منافی ہے اس لیے ممتنع بالغیر ہے۔ (ترجمہ از فارسی رسالہ یک روزی مشمولہ ایضاح الحق الصریح:ص۱۴۵،مطبع فاروقی دہلی،۱۲۹۷ھ)

گویا شاہ صاحب کے نزدیک اللہ تعالیٰ کا کذب ممکن بالذات ہے،مگر حکمت کی بنیاد پر اس سے کذب کا ارتکاب نہیں ہوتا اس لیے ممتنع بالغیر ہوا۔

شاہ اسماعیل دہلوی کے اس ''رسالہ یک روزی'' کے عقلی ونقلی دلائل کا تنقیدی جائزہ علامہ نے اپنی معرکہ آرا تصنیف ''تحقیق الفتویٰ فی ابطال الطغویٰ'' میں لیا۔ تحقیق الفتویٰ کی تصنیف (۱۲۴۰ھ) کے بعد شاہ اسماعیل دہلوی سکھوں سے لڑنے کے لیے سرحد کی طرف چلے گئے اور چند برس بعد ۱۲۴۶ھ/ ۱۸۳۱ء میں میدان کارزار میں مسلمانوں کے ہاتھوں لقمہ اجل بنے، لہٰذا وقتی طور پر یہ نزاع ختم ہو گیا۔

اس معاملے کے تقریباً ۲۰/۲۵ ربرس بعد مولانا سید حیدر علی ٹونکی (وفات: ۱۲۷۲ھ/ ۱۸۶۵ء) شاہ اسماعیل کے دفاع میں میدان میں آئے اور اس دبی ہوئی چنگاری کو شعلہ جوالہ بنا دیا، حافظ بخاری مولانا سید عبدالصمد چشتی سہسوانی (ولادت: ۱۲۶۹ھ/ ۱۸۵۳ء۔ وفات: ۱۳۲۳ھ/ ۱۹۰۵ء) لکھتے ہیں:

> بعد مدت دراز مولوی حیدر علی نے ایک رسالہ مختصرہ صغیرہ بنام نہاد جواب تحقیق الفتویٰ کے لکھا کہ وہ رسالہ بتوسط منشی اظہار حسین صاحب سہسوانی کے بدایوں میں پہنچا اور جواب اس کا لکھا گیا کہ بتوسط اہل سہسوان مولوی حیدر علی کے پاس پہنچا اور انہوں نے جواب اس کا تو نہ لکھا مگر بعد مدت پھر تحقیق الفتویٰ کا جواب کبیر لکھا اور اس میں اکثر اعتراضات مولوی فضل حق صاحب سے کلام مولوی اسماعیل پر سکوت کیا چند اعتراضوں کا جواب پریشان دیا، مولوی عبدالحق صاحب بن شاہ عبدالرسول صاحب کانپوری تلمیذ مولوی فضل حق صاحب نے اس کا جواب نہایت بسط کے ساتھ لکھا، اس کا جواب بھی مولوی حیدر علی یا ان کے اتباع سے نہ ہو سکا۔ (افادات صمدیہ: ص ۱۹/۲۰)

اس زمانے میں کوئی مولوی عبدالستار صاحب تھے جو ابتدا میں شاہ اسماعیل دہلوی کے عقائد ونظریات سے متأثر تھے بعد میں ان کے مسلک کو ترک کر کے علمائے اہل سنت کے ساتھ ہو گئے، انہوں نے سید حیدر علی ٹونکی کے اس رسالے کی چند عبارتیں جمع کیں جو علامہ کی تحقیق الفتویٰ کے رد میں تصنیف کیا گیا تھا، یہ عبارتیں ایک استفتا کی شکل میں انہوں نے اہل علم کی خدمت میں پیش

کیں، کسی عالم نے اس کا جواب دیا جس پر مشاہیر علما نے تائیدی دستخط کیے، پھر مولوی عبدالستار نے اس فتوے کو شائع کروادیا، اس کے پیش لفظ میں لکھتے ہیں:

> خاکسار عبدالستار نے چند باتیں اس سے التقاط کر کے استفتا مرتب کیا، علمائے دین دار نے مہر و دستخط سے مزین فرمایا، خاکسار ابتدائے زمان شہرت تقویت الایمان سے اس طرف راغب تھا، یہ مباحثات ومناظرات سبب ہوئے اس کی ہدایت کے اور طریقہ اسماعیلیہ سے تائب ہوا اور باعث ہوا اس کی طبع واشاعت کا کہ جیسے میں اشتباہ میں تھا اور بہت لوگ ہیں تو جس طرح مجھ کو ہدایت ہوئی اوروں کو بھی ہو۔ (تحقیق الفتویٰ: ص۲۵۲)

اس استفتا میں ۱۵؍سوالات تھے جو امکان کذب وامتناع نظیر سے متعلق ہیں، اس فتوے کے آخر میں یہ عبارت درج ہے:

> در مطبع الہدایہ متصل طویلۂ دارا گزر کشمیری دروازہ باہتمام بندہ سید ہادی مہتمم طبع گردید سنہ ۱۲۶۹ ہجری

اس فتوے پر بحیثیت مصنف کسی کا نام نہیں ہے، مہر تصدیق کرنے والوں میں ایک نام ''جناب مولانا محمد فضل حق صاحب'' بھی ہے، مگر مندجہ ذیل وجوہ کی بنیاد پر ایسا لگتا ہے کہ یہ فتوی علامہ کے زورِ قلم کا نتیجہ ہے:

(۱) اس فتوے کے جواب میں سید حیدر علی ٹونکی نے رسالہ کلام الفاضل الکبیر لکھا اس میں فتوے کے مصنف کے طور پر براہ راست علامہ کو مخاطب کیا، کلام الفاضل الکبیر کے سرورق سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے۔

(۲) یہ فتویٰ علامہ نے مفتی آزردہ کو بھیجا، جس کے ایک جواب پر مفتی صاحب اور علامہ کے درمیان مراسلت ہوئی، علامہ اور مفتی صاحب کے ان مکاتیب کو دیکھیں ان سے بھی یہی اندازہ ہوتا ہے کہ یہ فتویٰ علامہ کا ہے۔

(۳) کتب خانہ قادریہ بدایوں میں اس کا جو قلمی نسخہ ہے، اس میں جوابات کے اختتام پر صرف ایک مہر ثبت ہے اور وہ مہر علامہ کی ہے۔

ان وجوہ کی بنیاد پر خیال ہوتا ہے کہ یہ فتویٰ علامہ ہی کا ہوگا، لیکن ہمیں اس رائے پر اصرار نہیں ہے، یہ محض ایک قیاس اور اندازہ ہے۔

اس فتوے پر مندرجہ ذیل ۳۴ رعلما نے تائیدی دستخط اور مہریں ثبت فرمائیں:

(۱) مہر جناب مولوی محمد علی (۲) مہر جناب مولانا محمد فضل حق صاحب (۳) مہر جناب مولوی جلال الدین صاحب (۴) مہر جناب مولوی محمد عبدالحق صاحب (۵) مہر جناب مولوی حبیب اللہ صاحب (۶) مہر جناب مولوی محمد رفیع اللہ صاحب (۷) مہر جناب مولوی نورالنبی صاحب (۸) مہر جناب مولوی غلام نبی صاحب (۹) مہر جناب مولوی مفتی محمد عبدالواحد صاحب (۱۰) مہر جناب مولوی محمد نجیب اللہ صاحب (۱۱) مہر جناب مولوی حمداللہ صاحب (۱۲) مہر جناب مولوی نصراللہ صاحب (۱۳) مہر جناب مولوی ہزار میر خاں صاحب (۱۴) دستخط جناب قاضی خاں صاحب (۱۵) دستخط جناب مولوی محمد خاں صاحب (۱۶) دستخط جناب مولوی فتح الدین صاحب (۱۷) دستخط جناب مولوی محمد حسن صاحب (۱۸) دستخط جناب مولوی شریف حسن صاحب (۱۹) دستخط جناب مولوی محمد ہدایت اللہ صاحب (۲۰) دستخط جناب مولوی غلام حسین صاحب (۲۱) مہر جناب مولوی عالم صاحب واعظ (۲۲) مہر جناب مولوی شاہ علی صاحب (۲۳) مہر جناب مولوی احمد حسن صاحب (۲۴) دستخط جناب مولوی عمادالدین احمد صاحب (۲۵) مہر جناب مولوی سراج الدین صاحب (۲۶) مہر جناب مولانا مفتی محمد صدرالدین صاحب (۲۷) مہر حضرت شاہ احمد سعید صاحب (۲۸) مہر جناب مولوی کریم اللہ صاحب (۲۹) مہر جناب مولوی عبدالرشید صاحب (۳۰) مہر جناب مولوی محمد عمر صاحب (۳۱) مہر جناب مولوی محمد مظہر صاحب (۳۲) دستخط جناب مولوی محمد نواب صاحب (۳۳) مہر جناب مولوی فرید الدین صاحب (۳۴) دستخط مولوی حیدر علی صاحب (مصنف منتہی الکلام)

اس فتوئ تکفیر کے جواب میں سید حیدر علی ٹونکی نے پھر قلم اٹھایا اور ''کلام الفاضل الکبیر علیٰ اہل التکفیر'' کے نام سے اس کا جواب دیا، ۹۴ رصفحات کا یہ رسالہ فارسی میں ہے، سرورق پر یہ عبارت درج ہے:

الحمدللہ ایں رسالہ متبرکہ در جواب تکفیر نسبت فاضل نحریر عالم ربانی بےنظیر، واقف

علوم نقلیہ، ماہر فنون عقلیہ مولانا بالفضل اولانا جناب مولوی حیدر علی صاحب......
(لفظ نہیں پڑھا جاسکا) مولوی فضل حق صاحب مسمی بہ کلام الفاضل الکبیر علی اہل
التکفیر تالیف مولانا ممدوح سلمہ اللہ تعالیٰ درفخر المطابع باہتمام حافظ عبداللہ طبع شد
رسالے پر سنہ اشاعت درج نہیں ہے، قیاس ہے کہ یہ ۱۲۶۹ھ/۱۲۷۰ھ میں شائع ہوا ہوگا۔
زیر نظر کتاب ''تبکیت النجدی'' سید حیدر علی ٹونکی کے اسی رسالے کے جواب میں تصنیف کی گئی ہے۔ مولانا ضیاء القادری اکمل التاریخ میں لکھتے ہیں:

> مولوی حیدر علی صاحب نے ایک رسالہ کلام الفاضل الکبیر در بارہ امکان نظیر لکھا یہ (تبکیت النجدی) اُس کا ردّ بزبان فارسی ہے، مباحث عقلیہ ونقلیہ، کلامیہ وفلسفیہ کو حد کمال تک پہنچایا ہے (اکمل التاریخ: ج ۲/ص ۱۵۳)

اپنی کتاب خیر آبادیات لکھنے کے زمانے (مارچ ۲۰۱۱ء تا جولائی ۲۰۱۱ء) تک رسالہ ''تبکیت النجدی'' میری دسترس میں نہیں آیا تھا، اس لیے مَیں نے خیر آبادیات میں لکھا تھا:

> رسالہ تبکیت النجدی اب تک راقم الحروف کی نظر سے نہیں گزرا، معلوم نہیں طبع بھی ہوا تھا یا نہیں؟ کتب خانہ قادریہ میں اس کا کوئی قلمی نسخہ بھی اب تک علم میں نہیں آیا ہے، ابھی کتب خانہ قادریہ کے بہت سے قلمی مسودات اور مجلدات امعان نظر اور توجہ سے دیکھنا باقی ہیں ممکن ہے اس رسالے کی بازیافت ہوجائے۔ (خیر آبادیات: ص ۱۷۰/۱۷۱)

حسن اتفاق ابھی جنوری ۲۰۱۲ء کی کسی تاریخ میں مَیں کتب خانہ قادریہ میں قلمی کتب کا معائنہ کر رہا تھا کہ اچانک اس رسالے کی بازیافت ہوگئی، یہ رسالہ ایک مجموعے میں شامل ہے جس میں اس کے علاوہ مندرجہ ذیل رسائل ہیں:

(۱) **المعتقد المنتقد** — از: حضرت سیف اللہ المسلول
(۲) سیف الجبار — از: حضرت سیف اللہ المسلول
(۳) البوارق المحمدیة — از: حضرت سیف اللہ المسلول

(۴) تصحیح المسائل از: حضرت سیف اللہ المسلول

(۵) رسالہ در مسئلہ شفاعت از: حضرت تاج الفحول (میاں نذیر حسین دہلوی کے ایک رسالے کا رد ہے)

(۶) فیوض الابرار از: عبد الوحید قادر آبادی

(۷) تنبیہ السفہا از مولانا جمیل الدین بدایونی تلمیذ تاج الفحول (رد رسالہ مصباح الضحیٰ از ڈپٹی امداد العلی اکبر آبادی)

اس مجموعے کے تمام رسائل ایک ہی کاتب کے کتابت کیے ہوئے ہیں۔لیکن کاتب کا نام درج نہیں ہے، مجموعے کے سرورق پر ''حسین حیدر عفی عنہ'' کے دستخط ہیں، یہ خانوادۂ برکاتیہ مارہرہ شریف کے چشم و چراغ حضرت سید شاہ حسین حیدر قادری برکاتی ہیں، آپ خاتم الاکابر سید شاہ آل رسول احمدی مارہروی قدس سرہ کے نواسے اور سید العلما سید شاہ آل مصطفیٰ میاں قادری برکاتی کے دادا ہیں، مدرسہ قادریہ بدایوں میں رہ کر حضرت تاج الفحول سے اخذ علم ظاہری کیا، تاج الفحول کے اجلۂ تلامذہ میں شمار ہوتا ہے۔ان رسائل کی کتابت کے بعد آپ نے اصل سے ان کا مقابلہ کیا ہے، ایک سے زیادہ جگہ اس بات کی صراحت موجود ہے۔

رسالہ تبکیت النجدی کے ابتدائی اوراق ناقص ہیں، اس لیے باوجودے کہ میں نے اس مجموعے کو کئی مرتبہ دیکھا تھا لیکن اس رسالے کی شناخت نہیں کر سکا تھا، ''خیر آبادیات'' لکھنے کے زمانے میں ''فتویٰ تکفیر'' اور'' کلام الفاضل الکبیر'' وغیرہ کا مطالعہ کیا تھا اس لیے اس بار اس رسالے پر نظر پڑتے ہی شک ہوا کہ کہیں یہی تو رسالہ ''تبکیت النجدی'' نہیں ہے، لہٰذا میں نے امعان نظر سے اس رسالے کا مطالعہ کیا اور اس نتیجے تک پہنچا کہ یہ رسالہ ''تبکیت النجدی'' ہی ہے۔اس کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ اس میں جن عبارتوں کو نقل کر کے ان کا رد کیا گیا ہے وہ سب عبارتیں ''کلام الفاضل الکبیر'' کی ہیں۔

''فتویٰ تکفیر ۱۲۶۹ھ میں منظر عام پر آیا، اس کے بعد سید حیدر علی ٹونکی نے رسالہ'' کلام الفاضل الکبیر'' لکھا، جس کے جواب میں یہ رسالہ تالیف کیا گیا، لہٰذا اس رسالے کا سنہ تالیف

۱۲۷۱ھ۱۲۷۲ھ قرین قیاس ہے۔

رسالے کے آخر میں سنہ کتابت یہ درج ہے ''تمت بالخیر بتاریخ دوازدہم شعبان المعظم ۱۲۷۸ ہجری نبوی صلی اللہ علیہ وسلم روز چہارشنبہ''۔

رسالے میں جہاں ''زید'' ہے اس سے مراد سید حیدر علی ٹونکی ہیں، ''ابوزید'' سے شاہ اسماعیل دہلوی کی طرف اشارہ ہے، ''عمرو'' سے علامہ فضل حق خیرآبادی کی ذات مراد ہے، اور ''تلمیذ عمرو'' سے حضرت شاہ عبدالحق کانپوری ابن مولانا عبدالرسول کانپوری (وفات: ۱۳۱۲ھ) مراد ہیں، آپ علامہ فضل حق خیرآبادی کے ارشد تلامذہ میں ہیں، سید حیدر علی ٹونکی نے تحقیق الفتویٰ کے رد میں جو رسالہ لکھا تھا آپ نے اس کا جواب دیا تھا۔

اس رسالے کی اشاعت کے سلسلے میں اب بھی یقین سے نہیں کہا جا سکتا کہ یہ زیور طبع سے آراستہ ہوا تھا یا نہیں، غالب گمان یہی ہے کہ یہ اُس وقت شایع نہیں ہوا تھا، اگر یہ اندازہ درست ہے تو گویا یہ اس رسالے کی پہلی اشاعت ہے۔

اس رسالے کی بازیافت کا تذکرہ مَیں نے حضرت مولانا یٰسین اختر مصباحی مدظلہ سے کیا اور اس کی اشاعت کے سلسلے میں مشورہ طلب کیا، انہوں نے فرمایا کہ اس کی جدید کمپوزنگ اور ترجمہ وتحشیہ کا کام بعد میں ہوتا رہے گا، اگر یہ مخطوطہ خوشخط ہے تو سر دست آپ اسی کا عکس شائع کر دیجیے، تا کہ یہ محفوظ ہو جائے۔ مَیں نے اس مشورے کو قبول کرتے ہوئے اس کی عکسی اشاعت کا فیصلہ کیا اور اب یہ رسالہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

رب قدیر ومقتدر سے دعا ہے کہ اس کاوش کو قبول فرمائے، اور تاج الفحول اکیڈمی کے اراکین کو دین متین کی زیادہ سے زیادہ خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

اسیدالحق قادری
خانقاہ عالیہ قادریہ، بدایوں شریف

۷/جمادی الاخریٰ ۱۴۳۳ھ
۳۰/اپریل ۲۰۱۲ء

تبکیت النجدی

تصنیف

سیف اللہ المسلول مولانا شاہ فضل رسول بدایونی